ڈپٹی نذیر احمد کے اسم بامسمیٰ کردار

محمد وقاص رفیق
Muhammad Waqas Rafiq
M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

حافظ عبید الرحمن
Hafiq Ubaid-ur-Rehman
M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

حسنین محسن
Husnain Mohsin
M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Molvi Nazeer Ahmed is one of the greatest Urdu Novelists. He was considered as a first Urdu Novelist. His novels bear mostly the themes of troubles, ignorance and unawareness prevailing in his era. He was anxious about education of Muslim women and their lot in general; their ignorance and other problems. He gave the idea of a prefect woman being a practical and well-educated and presented them as guides for juvenile girls. His unmatchable novel, Mirat-ul-Uroos (The bride's mirror) comprises such subjects that endorse the foundation of female literacy in Muslim and Indian society, and is recognized for giving birth to an entire genre of fictional works encouraging female education in Urdu. It was his art of characterization that placed

his novels in front line of Urdu Novels. Most of his characters are charactonym that means giving the name of a fictional character in such a way that the given name itself reveals the personality of a character. The present study critically analyzes his adaption of technique of charactonym in his novels. Being a social and religious reformer, he used this technique to get the purpose of reformation. By presenting the personal and internal life of a character, he depicts the true picture of human nature.

مولوی نذیر احمد کا تعلق بجنور (بھارت) کے صدیقی شیوخ خانوادے سے تھا۔ان کے والد مولوی سعادت علی کا سلسلہ نسب شاہ عبدالغفور اعظم پوری تک پہنچتا ہے جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلفا میں شامل تھے اور اپنے وقت کے مشاہیر علما میں سے تھے۔(۱) مولوی نذیر احمد کا اصل وطن موضع ریہڑ تحصیل نگینہ ضلع بجنور تھا۔وہ ۶ دسمبر ۱۸۳۶ء بمطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۲۵۲ھ کو پیدا ہوئے۔(۲) انھوں نے ابتدائی تعلیم گھر پر اور کچھ مکتب میں حاصل کی۔عربی اور فارسی کی تعلیم گھر پر والد سے حاصل کی اور مولوی نصراللہ خان ڈپٹی کلکٹر بجنور سے پانچ سال تک عربی نحو، منطق اور فلسفہ پڑھتے رہے۔نذیر احمد کی عمر ۱۴ برس ہوئی تو ان کے والد نے ان کو دہلی مسجد اورنگ آبادی سے ملحقہ مدرسے میں داخل کروا دیا۔جہاں ان کی تربیت اس دور کے فاضل مدرس عبدالخالق نے کی۔(۳) اورنگ آبادی مسجد کا یہ مدرسہ دہلی کے بہترین مدارس میں شمار ہوتا تھا۔یہ دور اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ اس دوران انھوں نے دہلی کا محاورہ خصوصی طور پہ عورتوں کے محاورے سیکھے۔جنوری ۱۸۴۶ء میں نذیر احمد اور ان کے بھائی دہلی کالج میں داخل ہوگئے۔(۴) جہاں تعلیم کا بہترین انتظام تھا اور طلبا کو وظیفے بھی دیے جاتے تھے۔نذیر احمد آٹھ سال تک دہلی کالج میں زیر تعلیم رہے۔یہیں وہ جدید علوم اور نئے دور کے تقاضوں سے آشنا ہوئے۔کالج کے ان اثرات کا ذکر وہ فخریہ انداز میں اپنے لیکچروں میں کیا کرتے تھے۔(۵)

نذیر احمد کی علمی و ادبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اس سلسلے میں اگر ناولوں کی بات کی جائے تو ان کا پہلا ناول ”مراۃ العروس“ ۱۸۶۹ء میں لکھا گیا۔باقی ناولوں میں ”بنات النعش“ (مراۃ العروس کا دوسرا حصہ) ۱۸۷۲ئ، ”توبۃ النصوح“ ۱۸۷۴ئ، ”محصنات“ (فسانہ مبتلا) ۱۸۸۵ئ، ”ابن الوقت“ ۱۸۸۸ئ، ”ایامیٰ“ ۱۸۹۱ء اور ”رویائے صادقہ“، ۱۸۹۳ء میں لکھا گیا۔(۶) مولوی نذیر احمد کی تصانیف کو مذہبیات کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس ضمن میں ”ترجمہ قرآن مجید“، ”الاجتہاد“، ”امہات الامۃ“ اور ”ادعیۃ القرآن“ ہمارے سامنے آتی

ہیں۔(۷) اخلاقیات کے حوالے سے لکھی گئی تصانیف میں ''منتخب الحکایات''، ''چند پند'' اور ''موعظہ حسنہ'' قابل ذکر ہیں۔ منطق، علم ہئیت اور قواعد کے حوالے سے نذیر احمد کی لکھی گئی تصانیف میں ''مبادی الحکمت'' ۱۸۷۱ئ، سموٰت ۱۸۷۴ئ، ''ما ینفک فی العرف اور صرف صغیر'' شامل ہیں۔(۸)

اردو زبان و ادب کے ناقدین اور مورخین کے نزدیک اردو ناول نگاری کا آغاز ڈپٹی نذیر احمد کے ناول ''مراۃ العروس'' سے مسلم ہے۔ اس دور میں سرسید احمد خاں کی تحریک عروج پہ تھی اور مولوی نذیر احمد بھی اصلاحی مشن کے تحت لکھ رہے تھے۔ اس لیے ان کے ناولوں میں اس دور کے متوسط طبقے کے مسائل شامل ہیں۔ جن میں سے عورتوں کی جہالت، کثرت ازدواج کے نقصانات، بیوگی کی زندگی کی مشکلات اور مغرب کی اندھی تقلید جیسے موضوعات بطور خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

فکشن میں کردار نگاری اہم ہے اور اس کے بغیر ناول کا وجود ممکن نہیں۔ ناول واقعات کا مجموعہ ہوتا ہے اور تمام حالات و واقعات کسی نہ کسی کردار کے ذریعے اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے ہیں اس لیے نا صرف ناول بلکہ کسی بھی افسانوی ادب کے لیے کردار بنیادی ضرورت ہیں۔ دوسری اصناف ادب کی طرح ناول بھی زندگی کا تجربہ پیش کرتا ہے۔ عام ناولوں میں محض واقعات کے سلسلہ وار بیان سے مطلب ہوتا ہے جب کہ ادبی ناولوں میں زندگی کے گہرے اور حقیقی نقشے کھینچے جاتے ہیں۔ ناول جتنا اصل کے قریب ہوگا اس کے کردار بھی اتنے ہی حقیقی ہوں گے اور اس طرح ناول کی ادبی اہمیت بڑھے گی یعنی کردار کا خود اصل کے قریب ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر احسن فاروقی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''کردار نگاری کے سلسلے میں پہلی شرط یہ ہے کہ کردار نگاری کے جیتے جاگتے نقشے ہوں اور ناول پڑھنے والا ان کو بالکل ویسا ہی سمجھے جیسا کہ وہ اپنے ملنے والوں یا دوستوں کو سمجھتا ہے یا ان سے ہمدردی اور نفرت کرسکتا ہے اور ناول ختم کرنے کے بعد بھی ان کے تصور کر کے مزے لیتا رہے کسی ناول کے عمدہ کردار کی یاد ہمیشہ قائم رہتی ہے۔''(۹)

ناول کا بنیادی موضوع فرد ہے فرد کا تعلق کسی نہ کسی معاشرے سے ہوتا ہے اور معاشرے کا کسی مقام سے۔ اس طرح ناول حقیقی زندگی کا ترجمان ہے اس لیے ناول پر اصل زندگی کا گماں ہوتا ہے۔ اس کے کردار ہمارے آس پاس کے لوگوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں۔ کلیم الدین احمد اپنے مضمون 'ناول کا فن' میں لکھتے ہیں:

> ''معیار یہ ٹھہرا کہ ناولسٹ کی قوت تخلیق کیسی ہے اور وہ کتنے اور کیسے کیسے کریکٹرز کی تخلیق کرسکتا ہے۔ ناولسٹ کا یہی کام ٹھہرا کہ وہ نئی نئی شخصیتیں بنائے، ان میں یکسانی نہ ہو، نیا پن ہو، تنوع ہو اور اس کی

زندگی کا انحصار انہی کیرکٹرز کی بزرگی میں قرار پایا۔ پھر یہ بھی مانگ ہوئی کہ یہ شخصیتیں مردہ نہ ہوں، کاٹھ کی مورتیں نہ ہوں بلکہ ہم آپ جیسی چلتی پھرتی، بولتی چالتی ہستیاں ہوں۔ کسی دوسری دنیا کی رہنے والی نہ ہوں بلکہ ان کے قدم اس دھرتی پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہوں اور وہ اسی دھرتی کی فضا میں سانس لیتی ہوں۔'' (۱۰)

نذیر احمد کے ناولوں کے زیادہ تر کردار اسم با مسمیٰ ہیں جس کے باعث ڈاکٹر احسن فاروقی ان کے ناولوں کو ''تمثیلی قصے'' قرار دیتے ہیں۔ دراصل نذیر احمد نے اپنے ناولوں میں اس طرح کے کرداروں کو پیش کر کے اصلاحی مقاصد حاصل کیے ہیں۔ نذیر احمد نے کچھ ایسے اسم با مسمیٰ کردار تخلیق کیے ہیں جو نئے ذہنوں کو تشکک کی طرف ابھارتے ہیں، جدید افکار کی نمائندگی کرتے ہیں، نامساعد احوال کے خلاف لڑنے اور حالات کو تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کے ساتھ جہاد کرنے کا فن جانتے ہیں۔ اکبری، ابن الوقت، ہریالی بیگم، نعیم، ظاہر دار بیگ، کلیم اور آزدی بیگم وغیرہ نذیر احمد کے ایسے ہی کردار ہیں جن میں زندگی کی تڑپ اور باطنی توانائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ان کرداروں کی داخلی زندگی کو پیش کر کے نذیر احمد نے انسانی فطرت کی حقیقت اور گہری بصیرت سے کام لیا ہے۔

نذیر احمد کے اسم با مسمیٰ کرداروں کی بات کی جائے تو ان کا ہر کردار ہی اس صفت پر پورا اترتا ہے۔ ان کرداروں میں ابن الوقت، نصوح، اکبری، اصغری اور ظاہر دار بیگ وغیرہ۔ یہ وہ کردار ہیں جن کے نام کو نذیر احمد نے ان کے اعمال کے ساتھ جوڑا ہے۔ اگر ہم نصوح کا کردار دیکھیں تو پورے قصے میں یہ کردار ناصح کی شکل میں ہی سامنے آتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کردار نیکی اور بدی کے مختلف مرحلوں سے گزرا ہے اور اس میں ایک جان بھی نظر آتی ہے۔ اسی طرح جب ہم ابن الوقت کو دیکھتے ہیں تو یہ کردار صحیح معنوں میں وقت کا بیٹا معلوم ہوتا ہے جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو ڈھالتا رہتا ہے۔ اکبری کو بڑا اور اصغری کو چھوٹا دکھایا گیا ہے دونوں کے مزاج میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن یہ کردار زندہ اور فطری کردار ہے۔ ظاہر دار جیسے کردار مختلف شکلوں اور ناولوں کے ساتھ ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔ اس طرح کے خود پسند، خوشامدی اور نمائش پرست لوگ نذیر احمد کے معاشرے میں کچھ زیادہ ہی موجود تھے کیوں کہ ایک خاص طبقہ جو اپنی بداعمالیوں کے نتیجے میں دولت وثروت سے محروم ہو رہا تھا۔ یہ طبقہ محض لفاظی اور جادو بیانی کے ذریعے اپنی شان وشوکت کو قائم رکھنے میں مصروف تھا۔

نذیر احمد کے دیگر کرداروں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں دوراندیش محمد عاقل اور محمد کامل جیسے کردار بھی اسم با مسمیٰ کردار ہیں۔ محمد عاقل جو کہ اکبری کا شوہر ہے وہ عام شوہروں کی طرح نہیں جس میں غصہ ہو اور بیوی کو دبا رکھے۔ وہ اپنے نام کی طرح عقل مند اور شریف النفس آدمی ہے۔ اسی طرح دور اندیش خان اور محمد کامل کا کردار بھی اپنے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ نذیر احمد اپنے کرداروں کا تفصیلی

تعارف بھی کرواتے ہیں اور ان کے عمل سے بھی ان کی شخصیتوں کو نمایاں کرتے ہیں مگر نذیر احمد کے کرداروں کو سمجھنے میں جو چیز سب سے زیادہ معاون ہوتی ہے وہ ان کے مکالمے ہیں۔(۱۱)

نذیر احمد کے کے ہر کردار کی زبان سے وہی مکالمے ادا ہوتے ہیں جو اس کردار کی شخصیت سے مطابقت رکھتے ہوں اور موقع محل کے عین مطابق ہوں۔ان کے کرداروں کی گفتگو سننے والا محض اس گفتگو سے ان کرداروں کے بارے میں بہت کچھ جان لیتا ہے مثلاً وہ کون ہیں، ان کا مزاج کیسا ہے اور ان کی پرورش کس ماحول میں ہوئی ہے؟ وہ کس پیشے سے منسلک ہیں؟ یہ تمام خوبیاں ڈپٹی نذیر احمد کے کرداروں کو اسم بامسمیٰ بناتی ہیں۔ان کی مقصدیت پسندی نے ان کے ناولوں کو نقصان بھی پہنچایا لیکن اس سب کے باوجود ان کے ناول آج بھی اردو ادب میں اہمیت رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مظفر عباس، ڈاکٹر، اردو ناول کا سفر، لاہور: گوہر پبلی کیشنز، ص:۴۶

۲۔ ایضاً

۳۔ حامد حسن قادری زور، داستان تاریخ اردو، ص:۵۳۶

۴۔ محمد زکریا، خواجہ، پروفیسر، ڈاکٹر، تاریخ ادبیات مسلمانان پاک وہند، لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، ص:۶

۵۔ ایضاً

۶۔ مظفر عباس، ڈاکٹر، اردو ناول کا سفر، لاہور: گوہر پبلی کیشنز، ص:۱۷

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً، ص:۲۷

۹۔ روبینہ پروین، ڈاکٹر، اردو ناول میں مہاجر کردار، دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ئ، ص:۴۸

۱۰۔ کلیم الدین احمد، ناول کا فن، مشمولہ: اردو فکشن، مرتبہ: آل احمد سرور، علی گڑھ: لیتھو کلر پرنٹرنس، ۱۹۷۳ئ، ص:۲۲

۱۱۔ شہاب ظفر اعظمی، ڈاکٹر، اردو ناول کے اسالیب، دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ص:۲۷

☆......☆......☆

ادب اور سائنس باہمی رشتہ

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

Dr. Muhammad Arshad Ovaisi,

Head of Urdu Department,
Lahore Garrison University, Lahore.

صائمہ غزل

Saima Ghazal

Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

ثریا نسیم

Surriya Naseem

M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Literature and Science seemly two different pols of life but in fact two sides of on life. Poetry is very impressive way to discribes the inner feeling of men. World "Shair" means know about something, at the same time science is also knowledge of nature. There are many thing which is common between science and poetry. In this article collect some common values about science and poetry. In fact a poet gives therotical basis to a scientist. It is impossible to apart them with each other.

انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی تجسس کا مادہ بھی اس کو ودیعت کیا گیا اور انسان نے فطرت کے رازوں کو کھوجنے کی لامتناہی سعی کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے نائب کا درجہ دیا کیوں اسے عقل